ماہانہ بلیٹن

گوہَرنینس

Gov-HER-Nance

کورونا وائرس کے خلاف سماجی و معاشی مدافعت کو برقرار رکھنے میں خواتین کے کردار بارے اشاعت

پاکستانی معاشرے میں خاندان کی نگہداشت میں خواتین کا اہم کردار ہے اور کووڈ۔19 کی وجہ سے خاندان کی دیکھ بھال کی یہ ذمہ داری کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ اعداد و شمار* کے مطابق ایک خاتون کا 83 فیصد وقت خاندان کے افراد کی دیکھ بھال، گھر کی نگہداشت اور اپنا ذاتی خیال رکھنے میں صرف ہوتا ہے۔ اس وجہ سے خواتین کی نقل و حمل مردوں کی نسبت چار گنا کم ہے اور ان کے معلومات کے ذرائع انتہائی محدود رہ جاتے ہیں۔ اپنے خاندان کی بہتر نگہداشت کے لیے خواتین کے پاس تازہ ترین (Updated) معلومات کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ اس میگزین (Magazine) کا مقصد خواتین تک کووڈ۔19 سے متعلق خبریں پہنچانا ہے تاکہ وہ اپنی حفاظت، معاشرے اور مقامی گورننس (Governance) کے امور سے آگاہ رہ سکیں۔

اکاؤنٹیبلٹی لیب پاکستان (Accountability Lab Pakistan) ہیلتھ ڈپارٹمنٹ آف کے پی اور جرمنی کی وزارتِ اکنامک کوآپریشن اینڈ ڈیویلپمنٹ (جی آئی زی) کی معاونت سے "کووِڈ۔19 کے دوران گوہَرنینس پراجیکٹ کے تحت کورونا وائرس کے خلاف سماجی و معاشی مدافعت کو برقرار رکھنے میں خواتین کے کردار کو یقینی بنانے کی مہم کے تحت یہ میگزین (Magazines) شائع کر رہا ہے۔ اس مہم کا مقصد خیبر پختونخوا کے تین اضلاع میں کووڈ۔19 کے منفی اثرات کے ساتھ ساتھ مستقبل میں آنے والی عالمی آفات اور صحت سے متعلق ہنگامی صورتحال کے خلاف پسماندہ طبقات بالخصوص خواتین میں شعور پیدا کرنا اور اسے مستحکم کرنا ہے۔

اس بلیٹن میں حکومتی فیصلے، عوامی رائے، مصدقہ معلومات، مقامی گورننس اور صحت سے متعلق تحفظات کا احاطہ کیا جاتا ہے۔

(*ذریعہ۔ یو این وومن)

افواہ

کچاپیازاور لہسن کھانے سے کروناوائرس ختم ہو جاتا ہے۔

اگرچہ پیاز کھانے سے غذائی اور صحت کے فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں لیکن نہ تو اس بات کا کوئی ثبوت موجود ہے کہ پیاز کروناوائرس کے تدارک یا علاج کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی پیاز اپنے آس پاس کی فضاء میں موجود وائرس کو مار سکتا ہے۔ یہ دعوی قومی اور بین الاقوامی طور پر بڑا وائرل ہو رہا ہے کہ کووڈ-19 کا علاج کچا پیاز اور لہسن کا استعمال ہے اور کرونا وائرس سے متاثرہ افراد اسے استعمال کر کے اپنا ٹیسٹ منفی کر سکتے ہیں۔ تاہم پیاز میں کچھ جراثیم کش اور اینٹی سوزش خصوصیات پائی گئی ہیں لیکن ایسی کوئی تحقیق موجود نہیں ہے جس سے ثابت کیا جا سکے کہ پیاز اور لہسن سے کروناوائرس کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ ڈبلیو ایچ او کے مطابق پیاز اگرچہ ایک صحت بخش غذاء ہے اور اس میں جراثیم کش خصوصیات موجود ہیں لیکن موجودہ تحقیق سے اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملا کہ پیاز اور لہسن کھانے یا اپنے ارد گرد رکھنے سے آپ کروناوائرس سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

Source: Thequint, rappler

حقیقت

بلڈ گروپس کا کووڈ-19 کے علاج سے کوئی تعلق نہیں۔

بین الاقوامی اداروں کی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ اس بات پر یقین کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ خون کی ایک مخصوص قسم کروناوائرس کی شدت میں اضافہ کا سبب بنتی ہے۔ ویکسین لگوانے سے آپ نہ صرف اپنی یا اپنے خاندان کی بلکہ اپنی برادری کی بھی حفاظت کر رہے ہوتے ہیں۔ کسی شخص کے خون کی مخصوص قسم ویکسین کے اثر کو زائل نہیں کر سکتی۔ قطع نظر خون کی مخصوص قسم کے ہر ایک کو کووڈ-19 سے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ کچھ تحقیقات کے مطابق اگرچہ کووڈ-19 اور خون کی مخصوص قسم کے درمیان تعلق پایا گیا ہے لیکن یہ تعلق دیگر افراد کے خون کے لئے تبدیل نہیں ہوتے۔ خون کی اقسام اور کووڈ-19 ویکسین کے ضمنی اثرات کے درمیان کوئی تعلق نہیں ہے۔ پورٹلینڈ اسٹیٹ یونیورسٹی میں ایسوسی ایٹ پروفیسر جینیفر ڈی ایلن کا کہنا ہے کہ تین ہزار سے زائد لوگ جو ویکسین لگوا چکے ہیں ان میں کوئی مضر اثرات یا دیگر مسائل نہیں پائے گئے۔ کووڈ-19 سے بیمار ہونے یا مرنے کے خطرے کو کم کرنے کے لئے ویکسین انتہائی محفوظ اور موئثر ہے۔

Source: muhealth, aarp

کووڈ-19 کی وہ طویل مدتی علامات جن کے بارے میں کوئی بات نہیں کر رہا

- دی لانسیٹ پبلک ہیلتھ کی ایک نئی تحقیق کے مطابق، بستر پر پڑے ایک سال سے زیادہ عرصے کے مریضوں کو پریشانی اور ڈپریشن جیسی بیماریوں کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔
- اس شائع ہونے والی نئی تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ کووڈ-19 کی شدید علامات کا سامنا کرنے کے بعد مریضوں میں افسردگی اور اضطراب کے احساسات ڈیڑھ سال برقرار رہتے ہیں۔
- وہ لوگ جن کا کرونا کا ٹیسٹ مثبت آیا تو ان کی نیند میں دشواری کے مسائل سامنے آئے لیکن دو ماہ بعد یہ مسئلہ حل کر لیا گیا۔
- جن لوگوں کو شدید علامات کے باعث سات دن بستر پر رہنا پڑا ان کے ایک سال بعد متاثرہ مریضوں میں تناؤ اور افسردگی کے مسائل بڑھنے لگے۔

Source: deseret

میں خود کو کوروناوائرس سے کیسے محفوظ رکھ سکتا/سکتی ہوں؟

اپنی آنکھوں، منہ اور ناک کو چھونے سے گریز کریں

بار بار ہاتھ دھوئیں

کھانسی اور چھینک صرف اپنی کہنی یا ٹشو میں کریں

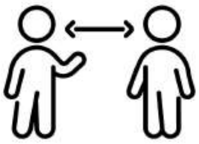

اپنے اور دوسروں کے درمیان فاصلہ برقرار رکھیں

اگر آپ کو بخار، کھانسی یا سانس لینے میں دشواری محسوس ہو رہی ہے تو جلد سے جلد اپنا طبّی معائنہ کروائیں اور طبّی امداد حاصل کرنے کی کوشش کریں

Source: WHO (World Health Organization)

تمباکو کے استعمال اور کووڈ-19 کے درمیان کیا تعلق ہے؟

تمباکو کا استعمال کروناوائرس کی شدید علامات میں مبتلا ہونے کے امکانات کو بڑھا سکتا ہے۔ ابتدائی تحقیق یہ بتاتی ہے کہ کروناوائرس سے متاثرہ وہ لوگ جو تمباکو نوشی کرتے ہیں میں شدید نتائج کے خطرات، جیسا کہ ہسپتال کے انتہائی نگہداشت وارڈ میں داخل ہونا اور مصنوعی تنفس کی ضرورت جیسے مسائل کا سامنا رہتا ہے۔

1. تمباکو نوشی پہلے ہی سانس کی مختلف بیماریوں کا موجب بن رہی ہے، جن میں نزلہ انفلوئنزہ، نمونیا اور تپ دق شامل ہیں۔
2. سانس کی یہ بیماریاں تمباکو نوشی کرنے والے لوگوں میں دیگر کروناوائرس جیسی بیماریوں کی شدت میں اضافہ کا سبب بنتی ہیں۔
3. تمباکو نوشی کا تعلق ایکیوٹ ریسپائریٹری ڈسٹرس سینڈروم میں اضافے سے بھی ہے جو کہ سانس کے شدید انفیکشن میں مبتلا لوگوں کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔

چین جہاں سے کروناوائرس شروع ہوا، سے ملنے والے شواہد سے پتہ چلا ہے کہ تمباکو نوشی کرنے والے جو لوگ سانس کی دیگر بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں ان میں کروناوئرس کی شدید علامات کا زیادہ خطرہ موجود ہوتا ہے۔

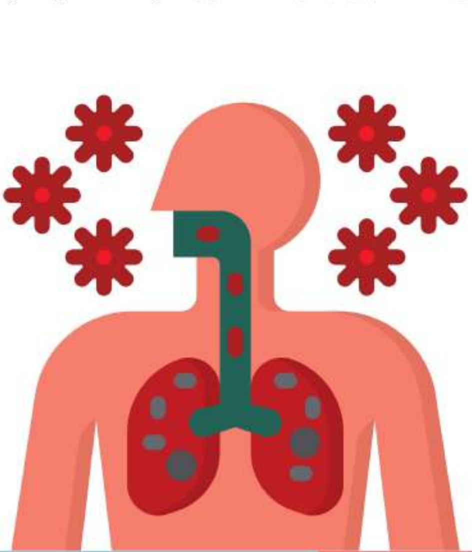

تمباکو نوشی نہ صرف انسانی صحت کے لئے بہت زیادہ نقصان دہ ہے بلکہ یہ پھیپھڑوں میں کینسر جیسی بیماری کا بھی سبب بنتی ہے۔ یہ کرونک اوبسٹرکٹیو پلمونری بیماری جو پھیپھڑوں کے اندر ہوا کی تھیلی کی سوجن اور تھیلیوں کے پھٹنے، پھیپھڑوں کی آکسیجن جذب کرنے، کاربن ڈائی آکسائیڈ کو باہر نکالنے کی صلاحیت کو کم کرنے اور بلغم، دردناک کھانسی اور سانس کے مسائل اس بیماری میں تقویت کا سبب بنتی ہے۔ چونکہ تمباکو نوشی لوگوں میں سانس کی بیماریاں پیدا کرتی ہے اور کروناوائرس بھی سانس کے نظام پر حملہ کرتا ہے اس لئے کروناوائرس اور تمباکو نوشی مل کر مریض کے لئے شدید مشکلات پیدا کرتی ہیں اور یوں متاثرہ فرد کیلئے موت کا سبب بھی بن سکتی ہے۔

Source: emro.who

طویل عرصے تک کروناوائرس میں مبتلا 70 فیصد مریض مندرجہ ذیل دو علامات کا شکار ہوتے ہیں۔

ایک نئی تحقیق کے مطابق، زیادہ لمبے عرصے تک کروناوائرس کا شکار رہنے والے تقریبا"70 فیصد مریض ایک ماہ بعد دو مخصوص علامات کا شکار ہو جاتے ہیں۔

کیمبرج یونیورسٹی کے ماہرین نے اپنی تحقیقات میں بتایا ہے کہ انفیکشن کے کئی ماہ بعد کروناوائرس سے متاثرہ مریضوں میں سے سات مریض اعصابی مسائل کا شکار ہیں۔

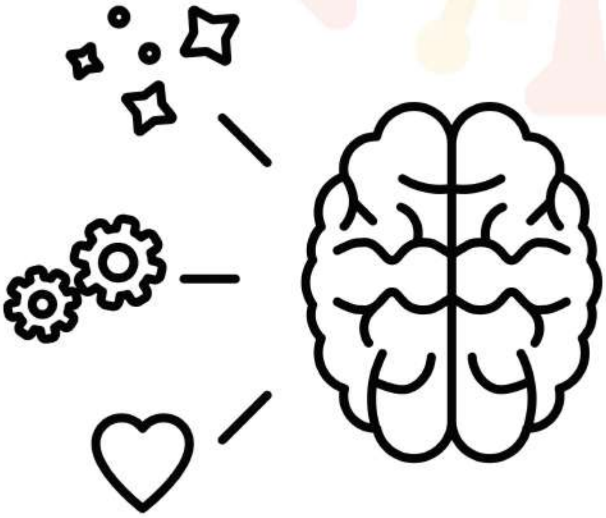

- یہ مریض علمی ٹیسٹوں کے حصول کے لئے کوشش کرتے ہیں۔
- تقریبا"75 فیصد متاثرین نے بتایا ہے کہ وہ اپنی ان علامات کی وجہ سے کام تک نہیں کر سکتے۔

کووڈ-19 کا زیادہ عرصے تک شکار رہنے والے افراد مندرجہ ذیل دو منفرد علامات کا شکار ہوتے ہیں۔

1 یاداشت کے مسائل

2 توجہ مرکوز کرنے میں دشواری

> **کروناوائرس سے دیر تک متاثرہ افراد کو سیاسی اور طبعی طور پر بہت کم توجہ دی گئی ہے۔اسے ہنگامی بنیادوں پر سنجیدہ لینے کی ضرورت ہے۔اس بیماری کا مقابلہ کرنے کے لئے اس سے متعلق علمی مسائل کو جاننا بھی انتہائی ضروری ہے۔ایک قانون دان کووڈ-19 کیساتھ زندگی گزارنے کی بات کرتا ہے جبکہ یہ ایک غیر معمولی انفیکشن ہے جسے نظرانداز کیا جارہا ہے۔**

طبی ماہرین انفیکشن کے بعد لوگوں پر ظاہر ہونے والی علامات کی نشاندہی کرتے رہتے ہیں

ڈنمارک کے اسٹیٹ سیریم انسٹیٹیوٹ کی ایک نئی تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ 53٪ تحقیق میں حصہ لینے والے شرکاء نے کہا ہے کہ ان میں انفیکشن کے 6 سے 12 ماہ بعد بھی کووڈ-19 کی علامات پائی گئیں ہیں۔

اسی طرح ایک طبی جریدے برٹش میڈیکل جنرل میں شائع ہونے والی تحقیق بتاتی ہے کہ کووڈ-19 کے ایک تہائی مریضوں میں انفیکشن کے کئی ماہ بعد وائرس کی ایک نئی علامت کا مشاہدہ کیا گیا جس میں دل گردے سمیت جسم کے بنیادی اعضاء، پھیپھڑوں اور جگر کیساتھ ساتھ دماغی صحت کے مسائل شامل ہیں۔

Source: deseret

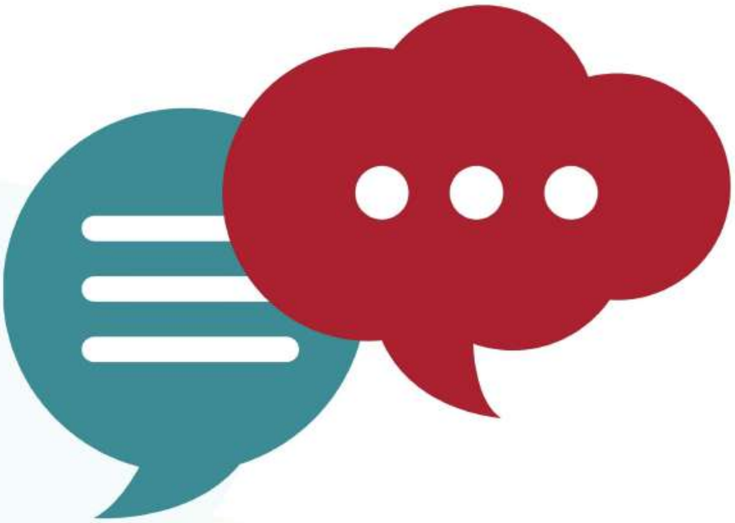

ماہرین کے ساتھ مکالمہ

اپنے قارئین کے لئے ہم نے چوتھے بلیٹن کے لئے جناب ذوالفقار احمد ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر مردان کا انٹرویو کیا تاکہ کووڈ-19 کے دوران مردان کے تعلیمی میدان میں انتظامیہ کو درپیش مسائل کا ادراک کر سکیں۔ ذوالفقار احمد نے 16 اکتوبر 1989 میں ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ میں شمولیت اختیار کی اور اس وقت سے لیکر اب تک مڈل سکولوں اور ہائی سکولوں کی ترقی میں اپنا کردار ادا کیا۔ سال 2021 میں ترقیاتی پریکٹیشنر کے طور پر ٹریننگ لینے کے بعد فیڈرل گورنمنٹ کیساتھ سپیشل ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ میں کام کرنے کی غرض سے ایڈمنسٹریشن کی فیلڈ میں شمولیت اختیار کی۔

خیبر پختونخواہ کے تعلیمی میدان میں کووڈ-19 کے کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں؟

کووڈ-19 کے بعد ہم نے دو چیزوں کا مشاہدہ کیا۔ ہماری تعلیمی سرگرمیاں متاثر ہوئی ہیں۔ باقائدہ کلاسز اور تعلیمی معیار میں مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن ساتھ ہی میں اس عالمی وباء کو ایک نعمت سمجھوں گا۔ کیونکہ کووڈ-19 سے پہلے پاکستان میں انٹلیکچوئل پراپرٹی کا تصور نہ ہونے کے برابر تھا۔ اس کرونا وائرس کے ذریعے ہمیں مواصلاتی اور ٹیکنالوجی پر مبنی تعلیمی نظام کو اپنانے کا موقع ملا جو کہ سیکھنے کا ایک نیا طریقہ تھا۔ اس سے ہمارے طلباء عالمی تعلیمی دھارے میں شامل ہونے کے قابل ہوئے۔ مجموعی طور پر یہ ایک نقصان اور فائدے دونوں کا امتزاج تھا اس لئے میں اسے مخلوط تجربہ سمجھتا ہوں۔

آن لائن سیکھنے کے عمل کواپنانے سے انتظامیہ ،اساتزہ اور طلباء کو کن مشکلات کا سامنا کرناپڑا؟

آن لائن سیکھنے کے عمل میں ہمیں انٹرنیٹ کی عدم دستیابی جیسے مسلے کا سامنا کرناپڑا۔

- انٹرنیٹ کی سہولت تمام علاقوں میں دستیاب نہیں ہوتی۔
- دوسرا درپیش مسئلہ طلباء کے مالی وسائل کا ہے، یہ دیکھنا بھی بڑااہم ہوتا ہے کہ کیا طلباء کے والدین اپنے بچوں کو لیپ ٹاپ اور موبائل جیسی سہولیات فزاہم کر سکتے ہیں۔
- اس مسلے کا حل گروپ بناکرایک دوسرے کیساتھ لیپ ٹاپ سشیئر کرنا ہے۔
- دوسرامسئلہ کافی عرصے سے پڑھانے والے اساتذہ کا تھاجواس آن لائن اور جدید ٹیکنالوجی سے واقفیت نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی انہوں نے اس حوالے سے کوئی تکنیکی تربیت حاصل کی۔

- جب طلباء کوانٹرسیٹ تک رسائی حاصل ہوئی توان کی تعلیم اور سیکھنے کے عمل میں تیزی سے اضافہ ہوا۔
- لیکن اساتذہ کو یقینی طور پر ٹیکنالوجی کے استعمال کا سامنا کرناپڑاکیونکہ اس سے پہلے انہوں نے کبھی یہ طریقہ استعمال نہیں کیا تھا۔

کووڈ19 کی تیسری اورچوتھی لہر کے بعد جب حکومت نے آپ کے ضلع میں دوبارہ سکولوں کو کھولنے کا فیصلہ کیاتوآپ کے ضلع میں کون سے حفاظتی اقدامات کیے گیے ؟

ہم نے اس سلسلے میں این سی او سی کے پروٹوکول پر ٪100 عمل کیا، جس میں درجہ حرارت کی جانچ، ہینڈ سینیٹائزر کا استعمال، چہرے کے ماسک پہننے، سماجی فاصلہ کو برقرار رکھنے جیسے اقدامات تھے۔ مزید برآں ہم الگ الگ کلاسز منعقد کر کے طلباء کو مختلف گروپس میں پڑھاتے تھے۔ ہم نے کروناوائرس کی علامات میں مبتلا طالبعلموں پر نظر رکھنے کا فیصلہ کیااور کوئی بھی ایسا کیس سامنے آنے کی صورت میں متاثرہ طالبعلم کو قرنطینہ کرنے کا فیصلہ کیا۔اس کے ساتھ ہم نے عوامی محکموں کیساتھ تعاون کیاتاکہ ان احتیاطی تدابیر پر عمل درآمد کو بازار اور گھروں میں بھی یقینی بنایاجاسکے۔ ہمیں جوسب سے بڑامسلہ درپیش تھاوہ ویکسینیشن کا تھا۔اس ضمن میں ہم 10 سال سے زیادہ عمر کے تمام بچوں کی ویکسین کروانے میں کامیاب رہے، سوائے چندایک ایسے کیس کے جن بچوں کی صحت کا مسئلہ تھایا جنہیں ڈاکٹرز کی جانب سے ویکسین لگانے کی اجازت نہیں دی گئی۔

کیاآپ کو کروناوائرس سے متعلق حفاظتی اقدامات نافذ کرنے میں کسی قسم کے مسئلے کا سامنا کرناپڑا؟

دو مسئلے بہت مشکل تھے جن کو ہم نے حل کیا۔ پہلا مالی مسئلہ تھا کیونکہ ہینڈ سینیٹائزر، تھرمامیٹر چیکر اور اسی طرح کی دیگر سہولیات کو حاصل کرنے میں مالی مسائل کا سامنا تھا۔ جبکہ دوسرا مسئلہ سماجی بیداری کا تھا۔ اگرچہ ہم نے سماجی فاصلہ برقرار رکھنے اور دیگر حفاظتی اقدامات اٹھانے کے لئے تعلیم دی لیکن ان کے خاندانوں کے لئے ایسی کوئی آگاہی نہیں ہوتی تھی اس لئے معاشرے میں اختلاف پیدا ہوتے تھے جو کہ ہمارے لئے مسائل بنے۔

تعلیمی ادارے دوبارہ کھلنے کے بعد جب ویکسینیشن کو لازم قرار دیا گیا تو آپ کے ضلع میں ویکسینیشن کے سلسلے میں کن مسائل کا سامنا کرنا پڑا؟

اس درپیش مسئلہ میں دو تین عوامل شامل تھے۔ ایک تو ظاہر ہے ویکسین کی صداقت کے حوالے سے معاشرے میں افواہیں موجود تھیں۔ لوگ اس افواہ پر یقین رکھتے ہیں کہ یہ ویکسین بیرونی طور پر تیار کی جا رہی ہے اس لئے اس میں قابل اعتراض اجزاء ہو سکتے ہیں جو تولیدی عمل اور دیگر صحت کے مسائل کا سبب بن سکتے ہیں۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ہمیں سب کے لئے ایک مثال قائم کرنی تھی۔ مثال کے طور پر ہم نے ویکسینیشن کے لئے آگاہی ویڈیوز بنائیں۔ اسی طرح جب طلباء نے ڈی ای او اور دیگر اساتذہ ممبرز کو ویکسین کرواتے دیکھا تو پھر ان میں بھی ویکسین کروانے کی ہمت ہوئی۔ جب ہمیں مختلف طالبعلموں کی جانب سے ویکسینیشن میں انکار کا سامنا کرنا پڑا تو ہم نے پھر پابندیاں سخت کر دیں جیسا کہ نویں اور دسویں جماعت کے بغیر ویکسینیشن کے طلباء کی کلاسز میں داخلے پر پابندی یا نچلی کلاسز کے بچوں کو سکول میں داخلے سے انکار کرنا۔ پھر طالبعلموں کو احساس ہوا کہ ویکسینیشن ضروری ہے اور انہوں نے ویکسین لگوانی شروع کر دی۔

ایک ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کے طور پر آپ نے وبائی مرض سے کیا کچھ سیکھا؟

چونکہ ہم نے اس سے پہلے اس طرح کے مسئلہ کا سامنا نہیں کیا تھا تو اس لئے ابتدا میں اس عالمی وباء کا مقابلہ کرنے کے لئے مختلف اقسام کی حکمت عملیوں کا فقدان تھا۔ البتہ سیلاب جیسے مسئلہ کو حل کرنے کے تجربہ سے گزر چکے ہیں۔ ایک بار جب ہم اس مسئلے سے گزرنے لگے تو ہم نے مختلف عوامی محکموں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جو مختلف علاقوں میں افراد کی نقل و حرکت سے متعلق وائرس کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے بنائی گئی تھی۔ اس سلسلے میں سمارٹ لاک ڈاؤن کی حکمت عملی بہت کارگر ثابت ہوئی۔ ہمارے لئے دوسری نئی تعلیم یہ تھی کہ وبائی امراض کے حوالے سے مہم چلانے اور عوام میں بیداری پیدا کرنے کے لئے سوشل میڈیا کو کیسے استعمال کرنا ہے۔ ہمیں اس سارے عمل سے گزرنے کے بعد یہ احساس ہوا کہ ملک میں تعلیمی شعبے کے لئے کوئی ایسا بھی نظام ہونا چاہیے کہ اگر رسمی تعلیم میں کوئی رکاوٹ ہو تو آن لائن سیکھنے کا راستہ دستیاب ہو۔ عوام کی پیشہ وارانہ صلاحیت کو بھی بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو وبائی مرض کے دوران رد عمل اور حکمت عملی سے واقفیت ہونی چاہیے۔

آپ کے محکمہ نے اپنے ضلع میں مستقبل میں اس طرح کی وبائی امراض کا بالخصوص تعلیمی اداروں میں مقابلہ کرنے کے لئے کیا منصوبہ بندی کی ہے۔؟

ہمیں اس سلسلے میں اساتذہ کے لئے موجودہ تربیتی پروگرامز کی تشکیل نو کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ان میں بہتری کی حکمت عملی شامل کرتے ہوئے مستقبل کی ضروریات کے مطابق ڈھالا جا سکے۔ اساتذہ کرام کو اس بات سے آگاہ ہونے کی ضرورت ہے کہ کسی بھی صحت کی ہنگامی صورتحال کے پیش نظر انہیں کیا کردار ادا کرنا چاہئے۔ دوئم ضلعی سطح پر ایک ہنگامی منصوبہ تیار ہونا چاہیے جو کہ بچوں کی سکولنگ جاری رکھنے اور وبائی امراض کی صورت میں بچوں کی تعلیمی ضروریات کو پورا کر سکے۔ آخر میں مختلف سرکاری و غیر سرکاری اداروں کے درمیان ابلاغ کا بندوبست ہونا چاہیے تاکہ ہم وبائی امراض جیسے مسائل سے بڑی اچھی طرح نمٹ سکیں۔

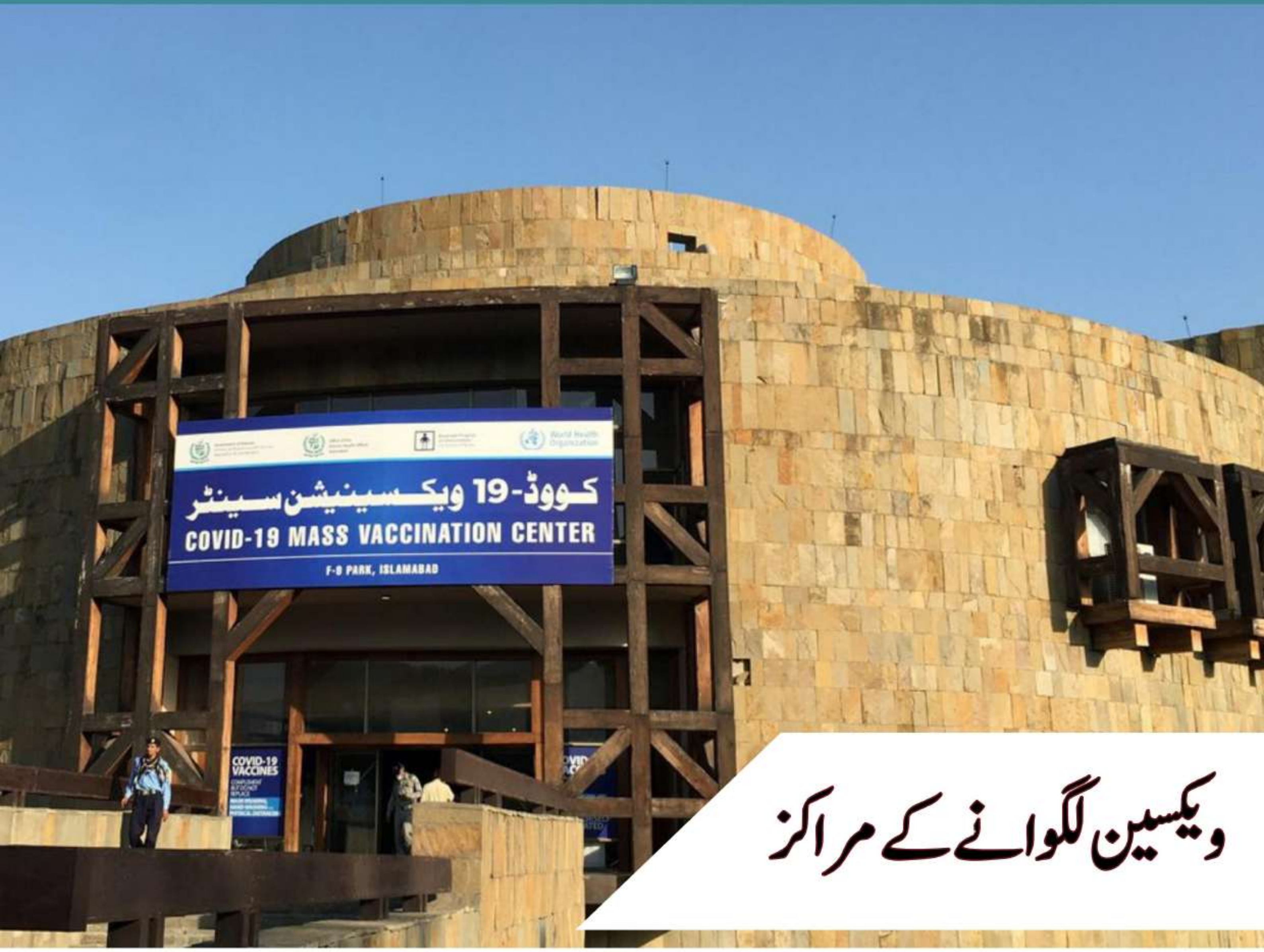

ویکسین لگوانے کے مراکز

مردان

- ڈی ایچ کیو ہسپتال مردان
  09379230145
- مردان میڈیکل کمپلیکس مردان
  09379230051

نوشہرہ

- ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال
  09239220023
- کیٹ ڈی ہسپتال-مانکی شریف
  03349199484

پشاور

- خیبر ٹیچنگ ہسپتال یونیورسٹی ٹاؤن
  0919224400-08
- حیات آباد میڈیکل کمپلیکس حیات آباد
  0919217140